www.emarsiya.com

گیارھواں مرثیہ

لڑ چکے جب رفقا شہؑ کے ستمگاروں سے

(۱)

لڑ چکے جب رفقا شہؑ کے ستمگاروں سے اور ٹکڑے ہوا قاسمؑ بنا تلواروں سے
عمر سعد نے پوچھا یہ خبرداروں سے کون اب آئے گا شبیرؑ کے غمخواروں سے
بولے وہ باقی لڑائی بڑی تلوار کی ہے
آمد اب فوجِ حسینؑ کے علمدارؑ کی ہے

(۲)

وہ علمدارؑ کہ جس کی ہے شجاعت مشہور سامنا ایسے کا آساں نہیں ہے فکر ضرور
ایک کو جیتا نہیں چھوڑنے کا تا مقدور مارا جائے جو وہ اس فوج سے یہ کیا مذکور
وہ جو آیا تو کوئی تاب نہیں لانے کا
قصد بہتوں کا ہے میدان سے ٹل جانے کا

(۳)

ابھی آیا نہیں وہ اور ہے لشکر میں ہراس آمد آمد ہی سے کھوئے ہوئے ہیں سب کے حواس
آتا ہے دل میں اسی بات کا ہر دم وسواس غول کے غول نہ اٹھ جائیں کہیں ہو کے اداس
کہتے ہیں بھوک کے اور پیاس کے دن کاٹیں گے
نہ ہوئے ہم تو زر و مال کو ہم چاٹیں گے

www.emarsiya.com

(۴)

یہ خبر سن کے خبرداروں سے وہ دشمن دیں　　چھیڑ کر گھوڑا گیا ہر صفِ پیدل کے قریں
ٹھونک کر پیٹھ ہر اک سے کہا گھبراؤ نہیں　　کر چکے فتح لڑائی تم اسے جانو یقیں
اب فقط ہیں شہ کم فوج یہ ہے یا باقی
اس کو مارا تو رہا فتح میں پھر کیا باقی

(۵)

تم بہادر ہو قدم چاہیئے ہرگز نہ ڈگے　　یہ تو عباسؑ ہی ہیں لوگ تو حیدر سے لڑے
قتل جو ہو گئے ہیں خویش و پسر تم سب کے　　خون کا ان کے یقیں ہے مجھے بدلا لوگے
پانی دریا کا نہ اس پیاسے کے پہنچے لب تک
ایک عباسؑ ہزاروں سے لڑے گا کب تک

(۶)

متفق ہو کے کیا فوج نے اس سے یہ بیاں　　ہم میں مقدور نبیؐ زادوں سے لڑنے کا کہاں
لڑکے مسلمؑ کے لڑے پہلے وہ کچھ آن کے یاں　　جن کے ہاتھوں سے گئے مارے نمودار جواں
فوج میں جب وہ دھنسے لاکھوں کا منہ موڑ دیا
بخدا ان کی لڑائی نے تو دل توڑ دیا

(۷)

رن میں فرزندوں نے زینبؑ کے وہ کی جنگ و جدال　　یوں کرے لاکھوں سے تلوار یہ کس کی ہے مجال
کر دیا فوج کو گھوڑوں کے سموں سے پامال　　اب تلک کوسوں تلک خون سے میدان ہے لال
ان کی شمشیرزنی جب ہمیں یاد آتی ہے
سامنے آنکھوں کے بجلی سی چمک جاتی ہے

www.emarsiya.com

(۸)

ابھی وہ تیغ کے قاسمؑ نے دکھائے جوہر   ایک دو کو نہیں لاکھوں کو کیا زیر و زبر
پانی اک جام بھی اس پیاسے کو ہاتھ آتا اگر   پھر یہ ممکن تھا کوئی کاٹتا اس شیر کا سر
اب تلک اپنے تو سینے میں جگر کانپتے ہیں
دم سماتے نہیں گھوڑے بھی کھڑے ہانپتے ہیں

(۹)

آیا عباسؑ تو یاں کون ہے لڑنے والا   کس بلا میں ہمیں دولت کی طمع نے ڈالا
کون مارے گا اسے صف سے نکل کر بھالا   آ کے وہ رن میں بہا دے گا لہو کا نالا
عمرِ سعد لگا کہنے نہ ہمت ہارو
جس طرح ہو سکے عباسؑ کو بھی تم مارو

(۱۰)

سب نے سن سن کے یہی مشورہ آپس میں کیا   ابھی لشکر سے جو اٹھ جائیں تو ہے خوف بڑا
حاکمِ شام کو گذرے گا خبر کا پرچا   ہوں گے سب کے زن و فرزند گرفتارِ بلا
خیر اب مرگ ہی میداں میں گوارا کرلیں
ہر طرح مرنا ہے سر ہاتھ پہ اپنے دھر لیں

(۱۱)

تھے مدبّر جو نہایت کئی ان میں سردار   وہ لگے سعد کے بیٹے سے یہ کرنے گفتار
ہے بہت خیمۂ شبیرؑ میں پانی کی پکار   پہلے عباسؑ کرے چاہے ہے دریا پہ گزار
کیجے تدبیر وہ جو سننے میں آئی بھی نہ ہو
پانی تک جس میں کبھو اس کی رسائی بھی نہ ہو

www.emarsiya.com

(۱۲)

ہے لڑائی تو بڑی یہ کہ نہ دیجے پانی　　پیاس کے مارے ہی مرجائیں نبیؑ کے جانی
فوج پر کرنا بھروسا ہے فقط نادانی　　پانی واں پہنچا اور آفت کی ہوئی طغیانی
جنگ کا فوج کو ارمان ہی رہ جائے گا
خوں کا دریا ابھی میدان میں بہ جائے گا

(۱۳)

ایک لڑکی ہے بہت پیاس کے مارے بیحال　　دم بدم کرتی ہے بابا سے وہ پانی کا سوال
اس سے عباسؑ کو کہتے ہیں محبت ہے کمال　　لے کے مشک اس سے اگر آیا وہ حیدرؑ کا لال
دیکھیں پھر نہر سے کون اس کو ہٹا دیوے گا
وہ بھی پانی کے لئے جان لڑا دیوے گا

(۱۴)

گرچہ دریا پہ موکّل ہیں نہایت خونخوار　　پر لڑائی کا ہے عباسؑ کی کیا ان پہ مدار
کہہ دو گھاٹوں پہ کماندار رہیں چار ہزار　　دیکھتے ہی اسے سب تیروں کی کر دیں بوچھار
اتفاقاً جو نہ زخمی ہو کمانداروں سے
تو پیادے کریں پے گھوڑوں کو تلواروں سے

(۱۵)

سن کے اس نے کئے لشکر سے کماندار جدا　　اور ایک ایک سے وعدہ زر و خلعت کا کیا
جب زرہ پوشوں نے صف باندھ کے رستہ روکا　　ہو گئی لوہے کی دیوار کنارِ دریا
کچھ تسلی سی جو تھی نہر کے لہرانے سے
رہ گیا پانی بھی پیاسوں کو نظر آنے سے

www.emarsiya.com

اتنے میں آ کے خبرداروں نے پھر دی یہ خبر   لو علمدارؑ چلا شاہؑ سے رخصت ہو کر
سنتے ہی یہ لگا آراستہ ہونے لشکر   راس وچپ باندھے سواروں نے پرے یک دیگر
قدراندازوں نے ترکش کے دہاں کھول دیئے
طبل جنگی بجے ہر صف نے نشاں کھول دیئے

(۱۷)

بندھ چکا فوج کا جب جنگ کے میداں میں پرا   عمر سعد لگا ڈھونڈنے تب امن کی جا
فوج کے پیچھے لعیں ڈر کے پھر استادہ ہوا   اور زرہ پوش سواروں کو کیا گرد کھڑا
تیر عباسؑ کے جو توڑ سے تھراتا تھا
فوج کی آہنی ڈھالوں میں چھپا جاتا تھا

(۱۸)

عجب انداز سے میدان میں نکلے تھے نقیب   کرتے تھے صف کو برابر لئے ہاتھوں میں جریب
کہتے تھے شامیوں کو جنگ کی دے کر ترغیب   آن پہنچا ہے پسر شیر الہیٰ کا قریب
ہاں جوانمرد و یہی وقت شجاعت کا ہے
نکلے میداں میں وہ دعویٰ جسے جرأت کا ہے

(۱۹)

مورچے والو خبردار نہ ہونا مضطر   ہو کے پسپا نہ کہیں چھوڑیو اپنا سنگر
تیر برساؤ تم آ جائے وہ جس دم زد پر   جائے گا آ کے پھر اس قلعۂ آہن سے کدھر
نیزہ داروں سے کہو گھوڑوں کو چمکاؤ تم
جا کے عباسؑ کو نزدیک لگا لاؤ تم

www.emarsiya.com

(۲۰)

یاں یہ تدبیر تھی اور مشورے یہ تھے ہوتے — اتنے میں دور سے عباسؑ نمودار ہوئے
پیچھے شبیرؑ بھی یہ کہتے چلے آتے تھے — ہم اکیلے ہیں ہمیں بھائی نہ جاؤ چھوڑے
کہا عباسؑ نے بس خیمے میں اب جائیے آپ
پیاسی روتی ہے سکینہؑ اسے بہلائیے آپ

(۲۱)

کہہ کے یہ جب ہوا میدان میں وہ جلوہ کناں — کیا کہوں حضرتِ عباسؑ کی میں شوکت و شاں
ہو گیا حسن کے پرتو سے منوّر میداں — صاف ہر اک کو ہوا حیدرؑ صفدر کا گماں
گل سے رخسار تھے اور چاند سی پیشانی تھی
آنکھوں کو دیکھ کے نرگس کو بھی حیرانی تھی

(۲۲)

تھیں عجب طرح کی خمدار کمانوں سی بھویں — آنکھیں حیرت‌زدہ پیوستہ جنہیں دیکھ رہیں
دستے تیروں کے تھیں گویا وہ نکیلی پلکیں — حلقۂ خط میں وہ رخ چاند تھا اک ہالے میں
تھی لبِ خشک سے مظلومی و غربت پیدا
اور اندازِ نگہہ سے تھی شجاعت پیدا

(۲۳)

شانے گول اور بھری مچھلی ہر اک بازو کی — ساعدوں میں یدِ بیضا سے فزوں جلوہ گری
توڑے شیروں کی کلائی کو کلائی ایسی — پنجہ وہ پنجۂ رستم نہ ملے جس سے کبھی
قد وہ بالا نظرِ سرو جو اس پر پڑ جائے
ہے یقیں بارِ خجالت سے زمیں میں گڑ جائے

www.emarsiya.com

خودِ فولاد کی تھی آئینہ ساں سر پہ چمک   جائے سورج کی بھی آنکھ اس کی تجلی سے جھپک
چارآئینے میں منہ چاند سا جاتا تھا جھلک   داستانے بھی مصیقل تھے چڑھے کہنیوں تک
شملہ تھا دوش پہ چھوٹے ہوئے عمامے کا
دامنِ زیں تہِ دامن تھا زرہ جامے کا

(۲۵)

باگ اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں شمشیرِ دوسر   مشک اک کاندھے پر اور دوسرے کاندھے پہ سپر
گوشِ تازی پہ دھرے نیزے کو بافرِ ظفر   غازی باندھے ہوئے جانبازی پہ مضبوط کمر
سرخ پہنے ہوئے موزے جو وہ جنگ آرا تھا
خوں کے دریا میں مگر اس نے قدم مارا تھا

(۲۶)

رخشِ لب تشنہ جو تھا اس کا وہ رشکِ صرصر   برق آسا نہ ٹھہرتا تھا کہیں پیشِ نظر
تھی چنور دامنِ زیں پر جو ادھر اور ادھر   اڑتے پھرنے کے لئے مثلِ پری تھے وہ دو پر
یال بکھری ہوئی گردن پہ پڑی تھی رن میں
بال کھولے ہوئے یا حور کھڑی تھی رن میں

(۲۷)

تھوتھنی چھوٹی، ہرن کی سی کفل، آنکھ بڑی   سُم نو نعل ستارا سی ہر اک میخ جڑی
کرے سیرِ دوجہاں اور نہ لگے ایک گھڑی   سر سے جو دم تلک ایک آہنی پاکھر تھی پڑی
جوہر آئینہ ساں غرق تھا وہ آہن میں
آنکھیں ہی راکب و مرکب کی کھلی تھیں رن میں

www.emarsiya.com

دیکھی یہ شانِ علمدارؑ جب اس لشکر نے جانا آتا ہے وہ چورنگ سبھوں کو کرنے
رخشِ غازی کی لگے صیحہ سے گھوڑے ڈرنے صفیں تھرّا کے لگیں پاؤں کو پیچھے دھرنے
دیکھ کر کثرتِ افواج پکارا عباسؑ
تم کو بن مارے تو جائے گا نہ مارا عباسؑ

(۲۹)

یہ نہ سمجھو کہ ہزاروں ہیں ہم اور یہ تنہا شیر کا سامنا کب لشکرِ روبہ سے ہوا
آرزو مجھ کو یہ مدت سے تھی اے اہلِ جفا لڑوں لاکھوں سے تو ہو مثلِ پدر نام بڑا
جس کو دعویٰ ہو وہ آئے مری طاقت دیکھے
جس نے دیکھی نہ ہو حیدرؑ کی شجاعت دیکھے

(۳۰)

آج کی سی نہ پھر آئے گی لڑائی مرے ہاتھ کہ لیں پشت لیا تم نے تو دریائے فرات
ہے مری پشت پہ تائیدِ شہِ نیک صفات پانی بن گذرے ہیں معصوموں کو دو دن دو رات
تیغ سے تیر سے منہ اپنا نہ موڑوں گا میں
ہاتھ سے دامنِ ہمت کو نہ چھوڑوں گا میں

(۳۱)

ایک صورت سے تمہیں جان کی دیتا ہوں اماں مشک سوکھی سی جو یہ دوش پہ لایا ہوں میں یاں
بھر دو پانی سے کہ میں لے کے ہوں خیمے کو رواں پیاس سے غش ہوئی جاتی ہے سکینہؑ ناداں
خوں کی اک ندی کنارے پہ بہاؤں گا میں
بن بھرے مشک تو دریا سے نہ جاؤں گا میں

www.emarsiya.com

وہ لگے کہنے کہ پانی کا تو بیجا ہے سوال — پانی دیں ہم تمہیں یہ دور رکھو دل سے خیال
غرق ہوجائیں اگر آب میں سب دشت و جبال — پانی شبیرؑ کو اک قطرہ پہنچنا ہے محال
تشنگی سے ابھی کتنوں ہی کو غش آئے گا
سیر تب ہو گی جو بچّہ کوئی مر جائے گا

(۳۳)

سن کے یہ طیش سا عباسؑ کو آیا اک بار — پشت سے کھولی سپر میان سے کھینچی تلوار
گرم جولاں کیا مرکب کو پھر اک نعرہ مار — جا پڑا فوج پہ وہ برق جہندہ رہوار
کبھی خالی نہ گیا تیغ کا جو وار کیا
ایک کو دو کیا اور دو کے تئیں چار کیا

(۳۴)

اس کی تلوار کی تعریف میں قاصر ہے زباں — ہے بجا کہئے اگر شعلۂ آتش افشاں
کاٹ ایسی تھی عدو گرچہ تھے آہن میں نہاں — بھر گیا تھا ولے کشتوں سے سراسر میداں
اتنے مارے گئے تھے ہاتھ سے اس غازی کے
ڈوب کر خوں میں حنائی ہوئے سم تازی کے

(۳۵)

شور رن میں جو ہوا تیغزنی کا اک بار — تا فلک چڑھ گیا گھوڑوں کی تگ و پو کا غبار
بی بیاں ڈیوڑھی پہ گھبرا کے لگیں کہنے پکار — کون اب لڑتا ہے میداں میں ہے کیا مارا مار
بولے شہؑ بھائی سے میرے ہے لڑائی ہوتی
آج عباسؑ سے ہم سے ہے جدائی ہوتی

www.emarsiya.com

(۳۶)

بات یہ سن کے کسی میں نہ رہے ہوش و حواس　　شہر بانو نے کہا آ کے یہ ڈیوڑھی کے پاس
رن سے جلدی سے بلا لو کہ پھر آئیں عباسؑ　　ان کی زوجہ ہے بڑی دیر سے خیمے میں اداس
خبرِ بد کہیں سنوائے نہ قسمت مجھ کو
ہو گی عباسؑ کی مادر سے ندامت مجھ کو

(۳۷)

میری بیٹی نے اسے بھیجا ہے پانی کے لئے　　یا الہٰی مرے دیور کی بلا مجھ کو لگے
پھر یہ ڈیوڑھی سے سکینہؑ نے کہا چلّا کے　　میرے عباسؑ چچا تم پہ بھتیجی صدقے
رن سے جلد آؤ چلے کرتے ہو گر پیار مجھے
جان کیوں دیتے ہو پانی نہیں درکار مجھے

(۳۸)

پانی کے واسطے جان اپنی گنواتے ہو عبث　　تیر بھی کھاتے ہو تلوار بھی کھاتے ہو عبث
میں نہیں پینے کی تم پانی کو جاتے ہو عبث　　تشنہ کامی مری اعدا کو جتاتے ہو عبث
پانی دینا ہمیں گر زہر ہے لگتا ان کو
ہم پئیں گے نہ مبارک رہے دریا ان کو

(۳۹)

در پہ کہتی تھی سکینہؑ جو یہ ہو کر بیچین　　سر کو نہوڑائے کھڑے روتے تھے سن سن کے حسینؑ
کہتا تھا رو رو کے ہمشکل رسولؑ الثقلین　　ہے چچا کے لئے کیا بی بیوں میں شیون و شین
یاں تو یہ ذکر تھا عباسؑ وہاں لڑتے تھے
حملہ جب کرتے تھے سر سینکڑوں گر پڑتے تھے

www.emarsiya.com

(۴۰)

فوج نے اس کی لڑائی سے جو کھایا گھونگھٹ   عمرِ سعد نے نعرہ کیا گھوڑے کو ڈپٹ
ڈوبو گے نہر میں تم پیچھے اگر جاؤ گے ہٹ   لے لے نرغے میں اسے گھیر کے سب فوج کا ٹھٹ
چھیدلو برچھوں سے جیتا اسے جانے مت دو
کیا غضب کرتے ہو دریا پہ تو آنے مت دو

(۴۱)

سب نے عباسؑ پہ نرغہ تو کیا آخرِ کار   پر نہ رکتا تھا کسی طرح وہ غازی زنہار
تب کمندوں کو لگے پھینکنے اس پر اسوار   تا یہ پھنس جائے تو سر سہل میں لیں تن سے اتار
پھینک کر ان پہ کمندوں کو وہ ہٹ جاتے تھے
حلقے سب ایک ہی تلوار میں کٹ جاتے تھے

(۴۲)

عمرِ سعد کھڑا دور سے ملتا تھا ہاتھ   فوج سب کہتی تھی قابو نہ بنا کچھ، ہیہات
ہاتھ سے اس کے ہمیں اب نہیں امیدِ نجات   ہے غضب چھین لیا اس نے تو دریائے فرات
ترکشوں میں نہ رہے تیر نہ ثابت بھالے
تیغ سے تیر بھی نیزے بھی قلم کر ڈالے

(۴۳)

وہ تو یہ کہتے تھے عباسؑ نے دل سے یہ کہا   لبِ دریا پہ نہ پہنچے تو ہے کوشش بیجا
پیاس کے مارے سکینہؑ کا ہے واں حال برا   شاہؑ پیاسے ہیں حرم پیاسے ہیں اصغر پیاسا
چیرتے فوج کو دریا کے کنارے جاؤ
مارے بھی جاؤ تو دریا ہی پہ مارے جاؤ

www.emarsiya.com

(۴۴)

کہہ کے یہ دل سے وہ پھر فوج میں ڈوبا یک بار ہوئی باراں کی طرح تیروں کی اس پر بوچھار
مارتا تھا کوئی نیزہ اسے کوئی تلوار گھیر لیتے تھے اسے گرچہ ہزاروں اسوار
تھا سواری کا وہ اس کی دو رکابا گھوڑا
برچھیوں اڑتا تھا جب رانوں میں دابا گھوڑا

(۴۵)

پاؤں لگتے ہوئے جاتے تھے زمیں پر اس کے تیغ سے اس کی ٹپکتے تھے لہو کے قطرے
داستانے تھے تمام اس کے لہو میں ڈوبے اڑ کے چار آئینے پر خوں کے پڑے تھے چھینٹے
لڑتا بھڑتا ہوا جس دم وہ لبِ نہر آیا
دیکھ کر پانی کو اس پیاسے کا دل لہرایا

(۴۶)

داہنے تھے جو سوار ان میں نہ تھا ہوش و حواس خوف سے بائیں طرف والے نہ آسکتے تھے پاس
پیچھے جو آتے تھے ہر دم انہیں یہ تھا وسواس پھر کے ایسا نہ ہو حملہ کرے ہم پر عباسؑ
تھے کنارے پہ جو ان کا ہوا زہرہ پانی
ہو گئے غرق نہ کم دیکھا نہ گہرا پانی

(۴۷)

گھوڑے کو ڈال دیا ندی میں آخر اس نے اور یہ چاہا کہ پانی پیوں چلّو بھر کے
پھر گئی شکلِ سکینہؑ وہیں آنکھوں کے تلے پھینک کر پانی کو چلو سے کہا یوں دل سے
دی تھی ہمّت کو دغا پیاس کی بیتابی نے
آبرو کھوئی تھی عباسؑ کی بیتابی نے

www.emarsiya.com

پانی پیتا تو بھی خلق میں رہتا چرچا   پیا عباسؑ نے پانی رہا بھائی پیاسا
ایک دو دم کے لئے پانی پیا یا نہ پیا   شکر ہے احمدؐ و حیدرؑ سے خجل میں نہ ہوا
مشک جو پاس ہے خالی اسے بھر لے چلئے
کیا مزا ہو جو سلامت اسے گھر لے چلئے

(۴۹)

کہہ کے یہ مشک بھری اور دھری کاندھے پر   کیا گھوڑے نے بھی اپنے نہ لبِ خشک کو تر
سرد تھا پانی جو اور پیاس سے جلتا تھا جگر   چاہتا تھا وہ کہ دریا سے نہ نکلوں باہر
کہا عباسؑ نے دریا سے نکل اے گھوڑے
پیاسی مرتی ہے بھتیجی مری چل اے گھوڑے

(۵۰)

نکلے دریا سے تو دشمن جو ہزاروں تھے کھڑے   دیکھ کر مشک کو پرآب سبھی ٹوٹ پڑے
نہر پر حضرتِ عباسؑ بھی خوب ان سے لڑے   پس پشت آئے جو ظالم کئی دل کر کے کڑے
ان میں سے ایک نے شانے پہ چلائی تلوار
پڑ گیا شور کہ عباسؑ نے کھائی تلوار

(۵۱)

کٹ کے وہ ہاتھ جو ہرنے پہ گرا مشکیزا   دوسرے شانے پہ جلدی سے لیا اس کو اٹھا
وہ بھی بازو ہوا غازی کا جو تن پر سے جدا   مشک کے تسمے کو تب دانتوں سے اس نے پکڑا
چاہتا تھا سوئے خیمہ کسی تدبیر چلے
مشک غربال کی صورت ہوئی یہ تیر چلے

www.emarsiya.com

مشک سے بہ گیا جب پانی تو ناچار ہوا   ڈر سے جو پاس نہ آتے تھے انہوں نے آ آ
ماریں تلواریں بھی نیزوں سے بھی مجروح کیا   ہاتھ تو کٹ گئے تھے روکتا کیا وار ان کا
اب ہنہیں لڑتے یہ ہر ایک جو کہہ جاتا تھا
بس تو چلتا نہ تھا منہ دیکھ کے رہ جاتا تھا

(۵۳)

کیا شجاعت کہوں گھوڑے کی میں اس غازی کے   مارے تلواروں کے سب جسم تھا ٹکڑے ٹکڑے
ماتھے پہ تیر لگے پٹھے پہ کھائے نیزے   یال سے لاکھوں ٹپکتے تھے لہو کے قطرے
خون گردن سے بہت اس کی جو آنے لگتا
سر ہلا خون کی چھینٹیں وہ اڑانے لگتا

(۵۴)

رہ گئے چلنے سے گھوڑے کے بھی جس وقت قدم   اک لگا چھاتی میں عباسؑ کی نیزہ اسی دم
گر پڑا خاک پہ مرکب سے وہ تب وائے ستم   کہیں آپ اور کہیں ہاتھ کہیں مشک و علم
فوج کا گرد ہجوم اس کے جو واں ہوتا تھا
دیکھتا خیمے کو حسرت سے تھا اور روتا تھا

(۵۵)

جنگِ عباسؑ سے تھا فوج کو از بسکہ ہراس   کئی ملعون گئے دوڑے عمرِ سعد کے پاس
اور کہا فتح ہوئی جمع کر اب ہوش و حواس   ہو مبارک کہ گئے نہر پہ مارے عباسؑ
شادیانے جو بجے ہل گیا میداں رن کا
حرمِ شاہ میں ہر ایک کا ماتھا ٹھنکا

www.emarsiya.com

بانو گھبرا گئی زینبؑ کا ہوا ٹکڑے جگر گر پڑی بانوئے عباسؑ کے سر سے چادر
دل دھڑکنے لگا اور چھایا رنڈاپا منہ پر ننھے ہاتھوں سے سکینہؑ نے کہا پیٹ کے سر
فتح کے بجتے ہیں نقارے یہ کس لشکر میں
دوپہر ڈھل گئی عباسؑ نہ آئے گھر میں

(۵۷)

میرے عموّ کو بلا دے کوئی دریا سے شتاب کہے بس آو چچا اب نہ کرو کوشش آب
کیا کرو تم جو مرے حق کا ہو پانی نایاب آؤ گھر میں کہ ہے ننھّا سا مرا دل بیتاب
تم نہ آئے تو کوئی آن میں مر جاؤں گی
پیوں گی آبِ بقا گر تمہیں پھر پاؤں گی

(۵۸)

رو کے زینبؑ کو یہ باہر سے پکارے شبیرؑ لو بہن ظلم ہوا ہو گئے بھائی بھی اخیر
اور تدبیر کرو پیاسوں کی دیکھی تقدیر میں نہ کہتا تھا نہ دیں گے ہمیں پانی وہ شریر
شادیانوں کی صدا جان مری کھوتی ہے
کون مارا گیا جس کی یہ خوشی ہوتی ہے

(۵۹)

میں بھی واں جاتا ہوں جس جا پہ ہے بسمل بھائی ٹوٹی عباسؑ پہ ہے بیکسی و تنہائی
بھائی مارا گیا اور موت نہ مجھ کو آئی مل گئی خاک میں لشکر کی مرے زیبائی
مجھ کو عباسؑ علی دشمنوں میں چھوڑ گئے
زورِ بازو مرے افسوس کمر توڑ گئے

www.emarsiya.com

(٦٠)

کہا اکبرؑ سے رہو خیمے کی تم ڈیوڑھی پر   نکل آئیں کہیں باہر نہ حرم پیٹتے سر
کہہ کے یہ جانبِ دریا چلے روتے سرورؑ   دور سے دیکھ کے اعدا نے کہا ہم دیگر
تیر مارو کہ ادھر آنے نہ پائے شبیرؑ
لاش عباسؑ کی لے جانے نہ پائے شبیرؑ

(٦١)

سن کے یہ شاہؑ نے تلوار کمر سے کھینچی   اور پکارے مجھے آواز دو عباسؑ علیؑ
تم بن اب ایسی تو کم ہو گئی قوت میری   فوج کیں جو مجھے تم تک نہیں آنے دیتی
مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ سے اب ڈرتے نہیں
اٹھ کے شبیرؑ کی عباسؑ کمک کرتے نہیں

(٦٢)

شاہؑ کو بھائی کی آواز نہ آئی جس دم   کر دیا قہر سے سب فوج کو درہم برہم
دفعتاً ہو گئے سر تن سے ہزاروں کے قلم   بھاگتے جاتے تھے یہ کہہ کے تمام اہلِ ستم
ہے علم حیدریؑ شمشیر خدا خیر کرے
آج ہے غیظ میں شبیرؑ خدا خیر کرے

(٦٣)

ہٹ گیا چھوڑ کے دریا کو جو وہ لشکرِ شام   جلدی ریتی میں لگے ڈھونڈنے بھائی کو امامؑ
آنکھوں میں اشک تھے اور لب پہ تھا عباسؑ کا نام   ایک اک لاش سے جھک جھک کے یہ کرتے تھے کلام
یاں میں بیتاب ہوں واں گھر میں حرم روتے ہیں
نہیں معلوم کہ عباسؑ کہاں سوتے ہیں

www.emarsiya.com

پہنچے دریا کے کنارے جو بچشم پرنم — دیکھا اک لاش ہے پر شانوں سے بازو ہیں قلم
مشک ہے خوں بھری چھاتی پہ سرہانے ہے علم — منہ پھرا خیمے کی جانب ہے اور آنکھوں میں ہے دم
شوکت و شان سے معلوم یہی ہوتا ہے
شیر صحرائی ترائی میں پڑا سوتا ہے

(۶۵)

ہائے عباسؑ علیؑ کہہ کے جو حضرت روئے — حالتِ غش ہی میں عباسؑ یہ دل میں سمجھے
آئے شبیرؑ سکینہؑ کو ہیں گودی میں لئے — پانی مانگے گی وہ اب پیاسی مقرّر مجھ سے
کس طرح اس سے خجالت کو مٹاؤں اپنی
ہاتھ بھی تو نہیں جو شکل چھپاؤں اپنی

(۶۶)

یک بیک شانے ہلے لاش کو جنبش سی ہوئی — منہ چھپا بھی نہ سکا لاش الٹ بھی نہ سکی
شاہ نے لاش لگا چھاتی سے یہ بات کہی — کانپتے شرم سے ہو پانی نہ لانے کی اخی
دے کے رخصت تمہیں جنگاہ کی پچھتایا میں
کھول دو آنکھیں سکینہؑ کو نہیں لایا میں

(۶۷)

بات بھائی سے کرو بھائی کی حالت ہے تباہ — جیتے جی مر گئے ہم غم میں تمہارے واللہ
دیکھ کر بھائی کو عباسؑ نے کھینچی اک آہ — ساتھ اس آہ کے لی روضۂ فردوس کی راہ
کیا خلیقؔ آگے کہے شاہؑ کی جو حالت تھی
بھائی کی لاش تھی آغوش میں اور رقّت تھی